محترم المقام حضرت مفتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید کہ بخیر وعافیت ہوں گے۔

پندرھواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار کے سوالنامے حاضر خدمت ہیں جن کے موضوعات درج ذیل ہیں:

(۱) ڈیجیٹل کرنسی (Digital Currency) کی شرعی حیثیت اور انکی خرید وفروخت کا حکم

(۲) مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی شرعی حیثیت

(۳) نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

ہمیں آپ کی مصروفیت کا بھرپور احساس ہے مگر یہ ذمہ داری بھی آپ ہی کی ہے۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت ان موضوعات کو ضرور دیں اور سیمینار میں بصد خلوص شرکت کریں اور سیمینار کو کامیابی سے ہمکنار فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

نوٹ: جوابات ۱۵/ مارچ ۲۰۱۸ء سے قبل ضرور ارسال فرمادیں۔ مقالہ کمپوز کرواکر اور تصحیح فرماکر بھیجیں تو بہتر ہوگا۔

ان شاءاللہ یہ سیمینار ۶/۷/۸ اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منعقد ہوگا۔

آمدورفت کے لئے آپ اپنی صوابدید کے مطابق اے۔سی تھری ٹائر میں ابھی سے رزرویشن کروا لیں! ان شاءاللہ وہاں پہنچنے کے بعد سفر خرچ پیش کردیا جائے گا۔

جوابات اس پتہ پر ارسال فرمائیں:

ALLAMA ZIAUL MUSTAFA QADRI

JAMIA AMJADIA RIZVIA

POST-GHOSI

DISTRICT-MAU (U.P.)

PIN- 275304

یا اس ایڈریس پر ای میل کریں:

nooraniazmi@hotmail.com

abuyusufqadri@gmail.com

امید کہ وقت مقررہ سے قبل جوابات ارسال فرماکر شرعی کونسل کو شادکام فرمائیں گے۔

فقط والسلام

(مولانا) عسجد رضا خان قادری

ناظم شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

سوال نامہ برائے پندرھواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

ڈیجیٹل کرنسی (Digital Currency) کی شرعی حیثیت اور انکی خرید و فروخت کا حکم

ترتیب: شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

زَر مبادلہ کی تاریخ:

خرید وفروخت کے لئے ادائیگی کا نظام انسانی تاریخ کی طرح بہت قدیم ہے۔سب سے پہلے اشیاء کے بدلے اشیاء کا تبادلہ کیا جاتا تھا جسکو بارٹر سسٹم کہتے تھےلیکن اس طریقے میں ان وزنی اشیاء کو لئے پھرنا اور انکا مناسب گاہک تلاش کرنا ایک مشکل کام تھا لہٰذا یہ سوچ پیدا ہوئی کہ خرید وفروخت کی ادائیگی کی کرنسی ہلکی اور قیمتی ہونا چاہئے اور اس کے لئے سونے اور چاندی کو اپنایا گیا جس کے ساتھ سستی چیزیں خریدنے کے لئے دیگر دھاتوں کی ریزگاری استعمال کی جاتی تھی جو سونے، چاندی کے دینار و درہم کا ایک مناسب حصّہ ہوتی تھی لیکن سونا چاندی کی کرنسی میں سیکورٹی کے مسائل در پیش تھے۔لہٰذا لوگوں نے یہ سکّے صرافہ بازار میں جمع کر کے اسکی رسیدوں سے خرید وفروخت شروع کی جس سے بینکنگ نظام وجود میں آیا مگر ان رسیدوں کے پیچھے اتنا ہی سونا گارنٹی کے طور پر موجود ہوتا تھا جتنی رقم اس پر درج ہوتی تھی۔ پھر نظریہ ضرورت کے تحت سونے کی مقدار کم کی جانے لگی اور ۱۹۷۱ء میں امریکہ نے ڈالر کے بدلے مساوی سونا رکھنے کی شرط ختم کردی اور اس طرح یہ رسیدیں نوٹ اور کرنسی کی شکل اختیار کرگئیں۔ یہ پیپر کرنسی جسکے پیچھے مرکزی بینک میں اب حقیقۃً سونا نہیں بلکہ حکومتی ضمانت ہے جو اس کی قیمت مقرر کرتی ہے۔دنیا میں زیادہ تر ادائیگیاں ڈالر اور یورو میں کی جاتی ہیں اور زیادہ تر مرکزی بینک اپنے زرمبادلہ کے ذخائر ڈالر اور یورو میں رکھتے ہیں لیکن دنیا کی دوسری بڑی معیشت چین کی مدد سے، امریکہ اور یورپ کی اقتصادی چودھراہٹ ختم کرنے کے لئے ۲۰ ممالک پر مشتمل ایک نئے بینک کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعے اب زرمبادلہ کے ذخائر دیگر کرنسی میں بھی رکھے جاسکیں گے۔

چونکہ بیرون ملک سفر کے دوران کرنسی ساتھ لیکر چلنے میں خطرات تھے اس لئے سہولت اور سیکورٹی کے پیش نظر پلاسٹک منی متعارف کرائی گئی جسکی مثال کریڈٹ کارڈز، ڈیبٹ کارڈز ہیں جنکی مدد سے اب دنیا بھر میں مخصوص رقم تک شاپنگ، ہوٹلز کے بل اور دیگر اخراجات کی ادائیگی کی جاسکتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ کو محفوظ بنانے کے لئے پن کوڈ والے اسمارٹ کارڈز متعارف کرائے گئے ہیں جنکا کوڈ صرف کارڈ ہولڈر Card Holder (کارڈ رکھنے والا) کے علم میں ہوتا ہے اس کے باوجود کریڈٹ کارڈ کی تفصیلات چوری کرکے اس کے غلط استعمال کے واقعات اور سائبر کرائمز Cyber Crimes (انٹرنیٹ کے ذریعے غیر قانونی کام کرنا) میں اضافے کے باعث اب پے پال PayPal (ایک انٹرنیٹ ایپلیکیشن)، آف لائن پیمنٹ Offline Payment اور ای کامرس E-Commerce (الیکٹرانک لین دین) کے ذریعے پیمنٹ کا نظام فروغ پا رہا ہے جس میں کارڈ Verification نمبر کے ذریعے پیمنٹس کو محفوظ بنایا گیا ہے منی لانڈرنگ Money Laundering (رشوت خوری) کو روکنے کے لیے دنیا بھر میں سخت اقدامات کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے اب بینکوں کے ذریعے رقوم کی منتقلی مشکل بنتی جارہی ہے۔حال ہی میں یورپی یونین Europe Union نے پورے UAE اور بحرین سمیت کئی ممالک کو منی لانڈرنگ کے سلسلے مین بلیک لسٹ کیا ہے۔ کمرشل بینک

Commercial Bank (تجارتی بینک) رقوم بھیجنے اور وصول کرنے والے کی تفصیلات اور رقوم بھیجنے کا مقصد پوچھنے کے مجاز ہیں ۔مرکزی بینک بڑی بڑی رقوم ٹرانز یکشنز Transaction (لین دین) کی مانیٹرنگ Monitoring (دیکھ ریکھ) کرتے ہیں اور شک و شبہ کی بنیاد پر بھیجی جانے والی رقوم منجمد یا جانچ پڑتال کے لئے روک لی جاتی ہیں جن سے یقیناً مشکلات پیدا ہوتی ہیں ۔انھیں مشکلات کے پیش نظر اور کرنسی کی قدر میں غیر معمولی اتار چڑھاؤ کے خطرات کو کم کرنے کے لئے ستوشی ناکاموتوں نے اکتوبر ۲۰۰۸ء میں ایک سافٹ ویئر (BLOCKCHAIN) ٹیکنالوجی کے ذریعے دنیا کی پہلی ڈیجیٹل کرنسی ''بٹ کوئن'' متعارف کرائی جو ۳/جنوری ۲۰۰۹ء سے آن لائن ہوئی ۔ بٹ کوائنز کمپیوٹر کے ذریعے حسابات سے پیدا کئے جاتے ہیں جس کو Mining (کان کنی) کہتے ہیں اور یہ کام Miners (کان کن) انجام دیتے ہیں ۔ڈیجیٹل کرنسی میں کسی بینک کی مداخلت نہیں ہوتی اسی وجہ سے بٹ کوئن دنیا میں تیزی سے مقبول ہورہی ہے ۔دنیا کے کچھ شہروں میں اب بٹ کوئن سے پیزا Pizza ،اور دیگر معمولی اشیاء بھی خریدی جاسکتی ہیں ۔فروری ۲۰۱۵ء تک ایک لاکھ سے زیادہ مرچنٹس Merchants (تاجروں) نے بٹ کوئن میں سرمایا کاری کی لیکن کیمبرج یونیورسٹی کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۷ء کے اختتام تک ۳۰ لاکھ مرچنٹس بٹ کوئن استعمال کرسکیں گے اس وقت مارکیٹ میں ۱۶ ملین بٹ کوئنز گردش کررہے ہیں جس کی مارکیٹ ویلو ۲۱۵ بلین ڈالر سے تجاوز کرگئی جو ڈزنی وال مارٹ (ایک کمپنی کا نام جو دنیا میں سب سے زیادہ کمائی کرتی ہے) اور ویزا (ایک کمپنی کا نام جو بہت کمائی کرتی ہے) کی ویلو سے زیادہ ہے جبکہ ۲۰۴۰ء تک زیادہ سے زیادہ ۲۱ ملین بٹ کوئن پیدا کئے جاسکیں گے جس سے بٹ کوائن کی طلب میں مزید اضافہ ہوگا۔

۲۰۰۹ء میں جب بٹ کوائن متعارف کرایا گیا تھا تو اس کی قیمت ایک ڈالر تھی جو ۲۹/نومبر کو بڑھکر ۱۰۷۴۰ ڈالر اور گزشتہ ہفتے ۱۶۰۰۰ ڈالر تک پہنچ گئی ،اسکی ویلو میں مسلسل اضافہ سرمایہ کاروں کے لئے پرکشش ہے، بٹ کوائن کی ویلو کا انحصار سرمایہ کاروں کی سپلائی اور ڈیمانڈ پر ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک صبح جب آپ اٹھیں تو ۱۶ لاکھ روپے میں خریدے گئے بٹ کوئن کی قیمت نصف رہ جائے منی لانڈرنگ کے خدشات کے پیش نظر امریکہ اور چین نے بٹ کوئن پر پابندی عائد کردی ہے اور پاکستان اور بھارت میں بھی بٹ کوئنز پر پابندی لگائی جاسکتی ہے ۔بٹ کوئن کی ٹرانزیکشن خفیہ ہوتی ہیں اور اس کی کوئی منی ٹرائل Money Trial (پیسے کے بارے میں مقدمہ کی سماعت) نہیں ہوتی جن کی وجہ سے اسکی ٹرانزیکشن کو ٹریس Trace (تلاش) نہیں کیا جاسکتا۔

بٹ کوئن کا تعارف:

بٹ کوائن یا کوئی بھی ڈیجیٹل کرنسی محض فرضی کرنسی ہے اس میں حقیقی کرنسی کے بنیادی اوصاف وشرائط بالکل نہیں پائے جاتے اور نہ ہی یہ کرنسی مادی ہے نہ ہی خارج میں موجود ہوتی ہے اور نہ ہی حساً اس پر قبضہ کرنا ممکن ہے اور نہ ہی وہ مقدور التسلیم ہے آجکل بٹ کوائن یا ڈیجیٹل کرنسی کی خرید وفروخت کے نام سے نیٹ پر جو کاروبار چل رہا ہے، وہ محض دھوکہ ہے وہاں حقیقت میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جس میں مبیع بننے کی صلاحیت ہو،اور نہ ہی اس کاروبار میں بیع کے جواز کی شرعی شرطیں پائی جاتی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہ ڈیجیٹل ورچوئل Virtual (اسکرین پر نظر آنے والی فرضی) کرنسی بٹ کوائن ۲۰۰۹ء میں الیکٹرانک تجارتی نظام ای کامرس میں ترسیلِ زر یا ادائیگیوں کے لئے وجود میں آئی تھی ،بٹ کوئن کو دنیا کے کسی مالیاتی ادارے بینک یا حکومت نے

کسی محفوظ سیکورٹی کی ضمانت پر جاری نہیں کیا ہے اور نہ ہی بٹ کوائن کو مالیاتی نظام میں کوئی اتھارٹی ریگولیٹ کرتی ہے۔جبکہ بٹ کوائن ہر طرح کے ضابطوں یا حکومتی کنٹرول سے آزاد ہے اور اسکا استعمال بہت آسان ہے۔جبکہ دیگر کرنسیوں کو باقاعدہ زرّ ضمانت اور ریگولیٹنگ اتھارٹی کے کنٹرول کے ذریعہ مالیاتی نظام کا حصّہ بنایا جاتا ہے۔بٹ کوئن اپنی شناخت ظاہر کئے بغیر اشیاء و خدمات کے لین دین میں ترسیل زر یا ادائیگیوں کے لئے دو شخصوں یا دواداروں کے درمیان براہ راست الیکٹرانک فائلوں کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔بٹ کوئن کلائنٹ Bitcoin Client (بٹ کوئن کسٹمر) کو والِٹ کہا جاتا ہے۔ہر بٹ کوائن والٹ (Bitcoin Wallet) کے ساتھ ایک ایڈریس منسلک ہوتا ہے۔اس ایڈریس میں کیریکٹرز Characters (الیکٹرانک حروف) کی لمبائی انگریزی کے ۳۴ حروف اور اعداد پر مشتمل ہوتی ہے۔ٹرانزیکشن یا بٹ کوائن کو ایک والٹ Wallet (برقی پرس) کو دوسرے والٹ (برقی پرس) میں منتقل کرنے کے عمل کو مائینگ کہا جاتا ہے مائنگ کے عمل میں کمپیوٹر ایک مشکل و پیچیدہ ترین حسابی طریقہ کار سے گزرتا ہے اور ۶۴ ڈیجٹس (نمبرس) کے ذریعہ مسئلے کا حل نکالتا ہے۔اس طریقۂ کار کو کرپٹوگرافی (Cryptography) کہا جاتا ہے۔ہر مسئلہ جو حل ہو جاتا ہے اس کے نتیجہ میں ایک بلاک Block تشکیل پاتا ہے،جس کے نتیجے میں ایک بٹ کوائن بنتا ہے اور ٹرانزیکشن عمل میں آتی ہے۔

بٹ کوائن کی معلومات کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی رجسٹر نہیں ہوتا اس لئے لوگ اپنی شناخت چھپا کر ٹرانزیکشن کرنے اور خفیہ ترسیل زر کے لئے انھیں استعمال کرتے ہیں بٹ کوائن کی قدر کا تعین مارکیٹ میں بٹ کوائن کے استعمال یعنی خرید و فروخت پر منحصر ہے۔

بٹ کوائنز (Bitcoins) کیسے حاصل کئے جا سکتے ہیں؟

بٹ کوائن حاصل کرنے کے لئے بٹ کوائن والٹ اکاونٹ (بٹ کوائن برقی کھاتا) ہونا چاہئے۔اس اکاونٹ کو بنانے کے لئے اپنے موبائل میں بٹ کوائن والٹ اپلیکیشن ڈاؤن لوڈ کریں اور پھر اکاونٹ بنالیں۔والٹ اکاونٹ کو پے پال کریڈٹ کارڈز یا اکاونٹس وغیرہ کے ذریعے بٹ کوائنز خریدنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ایک بٹ کوائن کی قیمت تقریباً آٹھ لاکھ بہتر ہزار ہے تاہم ایکس چنج Exchange ریٹ اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں۔

بٹ کوائن (Bitcoin) کہاں قبول ہوتے ہیں ؟

انٹرنیٹ پر کام کرنے والی سیکڑوں کمپنیاں بٹ کوائنز کے ذریعے اپنے صارفین کو خرید و فروخت کی سہولت دیتی ہیں۔اس وقت دنیا میں ۱۲ ملین بٹ کوائنز موجود ہیں۔دنیا بھر کی کئی حکومتیں وقتاً فوقتاً اس کرنسی پر پابندی لگانے کا اعلان کرتی رہتی ہیں مگر اس کے باوجود اسکی مقبولیت میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

بٹ کوائن (Bitcoin) کو کیسے محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟

ہم اصل کرنسی کو بینک میں یا تجوریوں میں رکھ کر اسکی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔لیکن بٹ کوائن کی حفاظت کے لئے بٹ کوائن انشورنس کی سہولت موجود ہے جس میں ڈیپ کولڈ اسٹوریج Deep Cold Storage (بہت خفیہ طریقہ) کو استعمال کیا گیا ہے۔جہاں بٹ کوائنز کی خفیہ کیز Case (تجوری) کو محفوظ مقام پر اسٹور کیا جاتا ہے۔

دوسری مشہور ڈیجیٹل کرنسی وَن کوائن (Onecoin) کی تفصیل:

بٹ کوائن کی طرح وَن کوائن Onecoin بھی ایک ڈیجیٹل کرنسی ہے جو انٹرنیٹ کی دنیا میں بہت مشہور ہے اور بڑی تیزی سے اس میں سرمایہ کاری ہورہی ہے۔اس کمپنی میں سرمایہ کاری کرنے اور اس سے نفع اٹھانے کا طریقہ کار کچھ مختلف ہے جو درج ذیل ہے:

پہلا طریقہ:

منافع حاصل کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جو اس کمپنی کی رکنیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اسے ۱۰۰ یورو سے لیکر ۲۸۰۰۰ تک میں کوئی ایک پیکیج Package حاصل کرنا ہوتا ہے۔کمپنی ان پیکجز کو (ایجوکیشن یا تعلیمی پیکجز کا نام دیتی ہے) اس کے ساتھ ساتھ ان پیکجز کے بدلے کمپنی اس ممبر کو ٹوکن بھی دیتی ہے، ان ٹوکنوں کی تعداد ہر پیکج کے حساب سے الگ الگ ہے۔ پھر تقریباً ۹۰ دن گزرنے کے بعد کمپنی ان ٹوکنوں کو دوگنا کر دیتی ہے۔ٹوکن دوگنا ہونے کے بعد ممبران کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ان ٹوکنوں کو ڈیجیٹل کوائنز (سکوں) میں تبدیل کروالیں جو کمپنی فری میں کر کے دیتی ہے۔ڈیجیٹل کوائنز حاصل کرنے کے بعد ہر صارف کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ان کوائنز کو بیچ سکے۔اس طرح صارف کو تقریباً دوگنا فائدہ حاصل ہوتا ہے، کیونکہ کوائنز اچھے قیمت میں بک جاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ:

منافع حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ ''Compensation Plan'' (معاوضہ کی منصوبہ بندی) کا ہے جو کہ اختیاری ہے، لازمی نہیں، یعنی اگر کسی کو فائدہ حاصل کرنا ہو تو وہ اس طریقے کو اختیار کرے، ورنہ نہیں۔ پھر اسکی بھی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ''Direct Sale'' کی ہے۔یعنی جو آدمی کمپنی کی رکنیت حاصل کرلے اور اسکے بعد کسی کو بھی کمپنی کے بارے میں بتائے اور وہ دوسرا آدمی اسکے اکاونٹ کے تحت کمپنی کا ممبر بن جائے تو نیا آنے والا ممبر جتنے پیسوں کی سرمایہ کاری کرتا ہے، اسکا دس فیصد (10%) کمپنی اس ممبر کو دیتی ہے، جو اس دوسرے کے آنے کا سبب بنا اور یہ ادائیگی ایک دفعہ ہوتی ہے۔

دوسری صورت: ''Network Bonus'' (نیٹ ورک بونس) کی ہے، اس صورت میں کسی بھی ممبر کے تحت دائیں اور بائیں جانب جتنے بھی لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ ممبر بنتے ہیں، انکی ہفتہ وار مجموعی سرمایہ کاری کا دس فیصد (10%) کمپنی اس پہلے درجے والے ممبر کو ادا کرتی ہے، جن کے ذریعے ان کی رکنیت واقع ہوئی اور یہ ادائیگی کمپنی ہفتے میں ایک دفعہ کرتی ہے۔

تیسری صورت: ''Matching Bonus'' کی ہے۔اسکی تفصیل یہ ہے کہ کوئی ممبر رکنیت حاصل کرنے کے بعد جن لوگوں کو ڈائریکٹ اسپانسر Sponsor (کفیل) کرکے کمپنی کا ممبر بنواتا ہے تو اسکو کمپنی کی اصطلاح میں ''First Generation'' (پہلی نسل) کہتے ہیں اور پہلی نسل یا پہلے درجے والے جن لوگوں کو ڈائریکٹ اسپانسر کرکے کمپنی میں لاتے ہیں، وہ پہلے والے ممبر کی دوسری نسل کہلاتے ہیں۔اسی طرح تیسری اور پھر چوتھی نسل تک سلسلہ ہوتا ہے۔تو پہلی نسل یا پہلے درجے کے ممبر ہفتہ وار بونس ''Bonus'' سے جتنا کماتے ہیں، اس کا دس فیصد پہلے والے ممبر کو ملتا ہے جس نے ان کو کمپنی سے جوڑا ہے، اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی نسل والوں کی ہفتہ وار کمائی کے حساب سے پہلے والے رکن کو ملتا رہتا ہے اور یہ ''Matching Bonus'' ہفتے میں ایک دفعہ اور چار نسلوں یا درجوں تک دس فیصد کے حساب سے ملتا ہے، چار سے زیادہ نہیں۔اس کے علاوہ کمپنی کبھی کبھار ڈیجیٹل کرنسی کے حامل ممبران کے لئے ایک اور اضافی پیشکش بھی کرتی ہے کہ کمپنی میں ان کے جتنے بھی کوائنز موجود ہیں، مقررہ تاریخ کو وہ تعداد دگنی ہوجائیگی۔اسکے ساتھ ساتھ کئی ایک

قسم کے بونس اور ایوارڈ مختلف ممبران کو وقتاً فوقتاً ان کی کارکردگی کے حساب سے دیتی ہے۔

بٹ کوائن Bitcoin اور وَن کوائن Onecoin جیسی ڈیجیٹل کرنسیوں کی تفصیلات جو اوپر مذکور ہوئیں انکی روشنی میں مفتیان کرام کی بارگاہ میں چند سوالات پیش کئے جا رہے ہیں امید کہ کتاب وسنت اور فقہی جزئیات کی روشنی میں انکا شافی وکافی جواب دے کر شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کو شادکام فرمائیں گے:

سوالات:

(۱) بٹ کوائن Bitcoin، وَن کوائن Onecoin اور اس طرح کی دوسری ڈیجیٹل کرنسیاں مال ہیں یا نہیں؟ انہیں ثمن اصطلاحی قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جب خارج میں یہ موجود نہیں، حساً اس پر قبضہ ممکن نہیں اور مقدور التسلیم بھی نہیں تو انکی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص یورو اور ڈالر کے ذریعے بٹ کوائن یا وَن کوائن یا دوسری ڈیجیٹل کرنسی کو آن لائن خریدے اور وہ ڈیجیٹل کرنسی اسکے برقی اکاؤنٹ میں اس طور پر محفوظ ہو جائے کہ یہ جب چاہے اسمیں تصرف کرے تو یہ حکماً قبضہ مانا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۴) وَن کوائن Onecoin میں منافع حاصل کرنے کا جو پہلا طریقہ مذکور ہے، اسکی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۵) وَن کوائن Onecoin میں منافع حاصل کرنے کے دوسرے طریقے کی تین صورتیں ہیں، ہر ہر صورت کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۶) تمام ممبران کے کوائنز کو کسی مقررہ تاریخ پر دگنا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جوا ہے، منافعہ ہے یا کیا ہے؟

(۷) اہم سوال یہ ہے کہ اگر کوئی اس کمپنی میں صرف کوائنز حاصل کرنے کے لئے رکنیت حاصل کرلے اور ''Networking'' کے ذریعے مزید لوگوں کو رکن نہ بنائے تو کیا شرعاً ایسا کرنا صحیح ہوگا؟

(۸) اس طرح کی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کے جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟ یورپ امریکہ وغیرہ میں عوام کے ساتھ ساتھ بہت سے علماء بھی بڑی تیزی کے ساتھ اس میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں تو کیا عرف وتعامل مان کر جواز کی صورت نکل سکتی ہے؟

فقط والسلام

مرتب سوالات: شمشاد احمد مصباحی

خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مؤ (یو۔ پی)

نوٹ: ڈیجیٹل کرنسی کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیلات مختلف ویب سائٹوں سے لی گئی ہیں۔

جزئیات

قال اللہ تعالیٰ:وأحل الله البيع وحرم الربا الآيه (البقرة :۲۷۵)يا ايّها الذين آمنوا انما الخمرو والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلكم تفلحون (المائده : ۹۰) وقال رسول الله ﷺ ان الله حرم على أمتى الخمر والميسر (المسند للامام احمد ، ج۲ : ۳۵۱، رقم الحديث : ۲۵۱۱) ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل أى بالحرام يعنى بالربا ، والقمار ، والغصب ، والسرقة (معالم تنزيل : ۲، ۵۰) لأن القمار من القمر الذى يزداد تارة و ينقص أخرىٰ . و سمى القمار قماراً : لان كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله الىٰ صاحبهٖ و يجوز أن يستفيد مال صاحبهٖ وهو حرام بالنص (رد المختار ، كتاب الحظر والاباحة ، باب الاستبراء ، فصل فى البيع ، ج۹ :ص ۵۷۷)

وقال الله تعالىٰ ولا تعاونوا على الأثم والعدوان (سوره المائده ، رقم الآية : ۲)

احکام القرآن میں ہے:

نهىٰ لكل أحد عن أكل مال نفسه و مال غيرهٖ بالباطل و أكل مال نفسهٖ بالباطل اِنفاقهٗ فى معاصى اللّٰه و أكل مال الغير بالباطل قد قيل : فيه و جهان : أحدهما ما قال السدى وهو أن ياكل بالربا والقمار والبخس والظلم وقال ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه والحسن رحمه اللّٰه تعالىٰ أن يأكلهٗ بغير عوض ... (ج۲،ص۲۱۶، دارالكتب العلمية ، بيروت)

تفسیر کبیر میں ہے:

قال بعضهم : اللّٰه تعالىٰ انما حرم الرباحيث أنه يمنع الناس عن الاشتغال بالمكاسب .... فلا يكاد يتحمل مشقة الكسب والتجارة والصناعات الشاقة (سورة البقرة ، ج۷ ، ص ۹۱)

فتاویٰ شامی میں ہے:

باب الربا .... هو لغةً مطلق الزيادة و شرعاً (فضل) ولو حكماً فدخل ربا النسيئة والبيوع الفاسدة فكلها من الربا فيجب رد عين الربا ولو قائماً لا رد ضمانهٖ لأنهٗ يملک بالقبض قنية و بحر (خال عن عوض) .... مشروط ذٰلک الفضل لأحد العاقدين . (ج۵ ، ص ۱۶۹، ۱۶۸)

شامی میں ہے:

المراد بالمال ما يميل اليه الطبع و يمكن اذخاره لوقت الحاجة والمالية تثبت بتمول الناس كافة او ببعضهم والتقوم يثبت بها و بباحة الانتفاع به شرعاً (كتاب البيوع ، مطلب فى تعريف المال والملک والمتقوم ، ج ۷ ص ۱۰)

بحرالرائق میں ہے:

والمال فى اللغة ما ملكتهٗ من شئى والجمع أموال : كذا فى القاموس : وفى الكشف الكبير المال ما يميل اليه الطبع و يمكن اِذخارهٗ لوقت الحاجة (كتاب البيوع، ج ۵ ص ۴۳۰)

ہدایہ آخرین میں ہے:

ولا يجوز بيع السمک قبل أن يصطاد لانه با ع ما لايملكه ولا فى حظيرة اذا كان لا يوخذ الا بصيدٍ لانه غير مقدور

التسلیم (کتاب البیو ع ، باب بیع الفاسد ص ۳۴)

فتح القدیر میں ہے:

(ولا یجوز بیع السمک فی الماء) بیع السمک فی البحر اوالنهر لا یجوز فان کانت له حظیرة فدخلها السمک ، فاما ان یکون أعدها لذلک أولا ، فان کان اعدها لذلک فما دخلها ملکه ولیس لاحد ان یاخذه ، ثم ان کان یوخذ بغیر حیلة اصطیاد جاز بیعهٗ لانه مملوک مقدور التسلیم مثل السمکة فی حب ، وان لم یکن یوخذ الا بحیلة لا یجوز بیعه لعدم القدرة علی التسلیم عقیب البیع (کتاب البیو ع ، باب البیع الفاسد ، ج٦ ص ۳۷۴)

تنویرالابصار مع الدرالمختار میں ہے:

وفسد بیع سمک لم یصد لوبالعرض ، والا فباطل لعدم المک او صید ثم القی فی مکان لا یوخذ منه الا بحیلة للعجز عن التسلیم (کتاب البیو ع ، باب البیع الفاسد ، ج ۷ ص ۲۴۸)

البحرالرائق میں ہے:

والسمک قبل الصید ای لم یجز بیعه لکونه با ع مالا یملکه فیکون باطلاً ، اطلقهٗ فشمل ما اذا کان فی حظیرة اذا کان لا یوخذ الا بصید لکونه غیر مقدور التسلیم فیکون فاسداً (کتاب البیع ، باب البییع الفاسد ، ج٦ ص ۱۱۹)

فتاویٰ شامی میں ہے:

والمالیة تثبت بتمول الناس کافةً أو ببعضهم والتقوم یثبت بها و بإباحة الانتفا ع بهٖ شرعاً (ج۴، ص : ۵۰۱ ،)

اوراسی میں ہے:

هو مبادلة شی مرغوبٍ فیه بمثلهٖ علی وجهٍ مفیدٍ مخصوصٍ (ج۴، ص : ۵۰٦ ،)

وأما الشرائط (فمنها) قبض البدلین قبل الافتراق لقولهٖ علیه الصلوٰة والسلام فی الحدیث المشهور والذهب بالذهب مثلاً بمثل یداً بیدٍ والفضة بالفضة مثلاً بمثل یداً بیدٍ، الحدیث (فصل فی شرائط الصرف ، ج۵ ، ص۲۱۵)

اسی میں ہے:

والربح انما یستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان (کتاب المضاربة ، ج۵ ، ص ۲۴٦)

اسی میں ہے:

سئل عن محمد بن سلمة عن أجرة السمسار ، فقال : أرجو أنه لابأس به وان کان فی الأصل فاسداً لکثرة التعامل و کثیر من هذا غیر جائزة فجوزوه لحاجة الناس الیه ، (مطلب فی اجرة الدلال ، ج٦ ، ص ٦۳)

الاشباه والنظائر میں ہے:

ما أبیح للضرورة یقدر بقدرها (القاعدة الخامسة ، الضرر یزال، ص۸۷)

اوراسی میں ہے:

وصرح به فی فتاویٰ قاری الهدایة ثم قال والعقد اذا فسد فی بعضهٖ فسد فی جمیعهٖ (القاعدة الثانیة ، ص۱۱۷)

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

ان فساد العقد فی البعض انما یؤثر فی الباقی اذا کان المفسد مقارناً (ج۸ ، ص ۱۷۷)

ردالمختار میں ہے:

و شرط المعقود عليه ستة كونه موجوداً ، مالا متقوماً ، مملوكاً فى نفسهٖ و كون الملک للبائع فيما يبيعه لنفسهٖ فلم ينعقد بيع المعدوم ولا بيع ماليس مملوكاً لهٗ (ج ۷ ، ص ۱۵)

ہدایہ باب السلم میں ہے:

روى أنه عليه الصلوٰة والسلام نهى عن بيع ما ليس عند الانسان ...... محقق على الطلاق امام ابن الهمام

فتح القدیر میں اس کے تحت فرماتے ہیں:

رواه أصحاب السنن الأربع عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن النبى ﷺ .... ولا تبع ما ليس عندک قال الترمذى حسن صحيح (ج ۲ ، ص ۲۰۵ ،باب السلم)

عن ابن عباس قال اما الذى نهى عنه النبى ﷺ فهو الطعام

حتىٰ يقبض قال ابن عباس ولا أحسب كل شئى الا مثلهٗ متفق عليه ، (مشكوٰة ص ۲۴۷)

مفردات امام راغب میں ہے:

القبض : تناول الشئى بجميع الكف (ج ۱ ، ص ۶۵۲)

بدائع الصنائع میں ہے:

الأصل فى القبض هو الأخذ بالبراجم ، لانه القبض حقيقة (كتاب البيوع ، فصل فى حكم البيع)

اور اسی میں ہے:

معنى القبض : هو تمكن من التصرف فى المقبوض (نفس مصدر)

درمختار میں ہے:

ثم التسليم يكون بالتخلية على وجهٍ يتمكن من القبض بلا مانع ولا حائل و شرط فى الاجناس شرطا ثالثا وهو أن يقول : خليت بينک و بين المبيع فلو لم يقله أو كان بعيداً لم يصر قابضا والناس عنه غافلون فانهم يشترون قرية و يقرون بالتسليم والقبض وهو لا يصح بهٖ القبض على الصحيح (كتاب البيوع ،مطلب فيما يكون قبضا للمبيع)

بدائع الصنائع میں ہے:

وأما تفسير التسليم والقبض فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية و التخلى وهو أن يخلى البائع بين المبيع و بين المشترى برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشترى من التصرف فيه فيجعل البائع مسلَّماً للمبيع والمشترى قابضا لهٗ و كذا تسليم الثمن من المشترى الى البائع (كتاب البيوع ص ۳۶۱)

جدالممتار میں ہے:

قال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ : التخلية بين المبيع والمشترى تكون قبضا بشرائط ثلٰثة أحدها أن يقول البائع: خليت بينک و بين المبيع فاقبضه ، و يقول المشترى : قد قبضت ، والثانى : أن يكون المبيع بحضرة المشترى بحيث يصل الى أخذه من غير مانع والثالث : أن يكون المبيع مفرزاً غير مشغولٍ بحق الغير (جد الممتار ج۶ ص ۱۶۲)

الاشباہ والنظائر میں ہے:

الاستیلاء قسمان: حقیقی و حکمی : فالاول بوضع الید والثانی بالتهیئة فاذا نصب الشکبة للصید ملک ما تعقل (الاشباہ والنظائر ، کتاب الصید ،ج ۱ ص ۲۸۶)

ہدایہ میں ہے:

ومن اشتریٰ شیئاً مما ینقل و یحول لم یجز له بیعهٗ حتی یقبضه لأنه علیه السلام نهیٰ عن بیع ما لم یقبض ولان فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک (هدایة ،ج۳ ص۵۸، باب المرابحه والتولیه)

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الفتح : الأصل أن کل عقد ینفسخ بهلاک العوض قبل القبض لم یجز التصرف فی ذلک العوض قبل قبضه کالمبیع فی البیع والأجرة اذا کانت عیناً فی الاجارة و بدل الصلح عن الدین اذا کان عیناً لا یجوز بیع شئی من ذالک، ولا أن یشرک فیه غیره (ج۷ ،ص ۱۸۱، باب المرابحة والتولیة)

المحیط البرہانی میں ہے:

القبض نوعان: حقیقی وانه ظاهر و حکمی وذلک بالتخلیة لأنها اذا کانت بحضرتهما فقد تمکنت من قبضها حقیقة وهو تفسیر التخلیة وهذا قول محمد خاصة و عن ابی یوسف : التخلیة لیست بقبض فی الهبة الصحیحة فأما فی الهبة الفاسدة فالتخلیة لیست بقبض بلا خلاف (کتاب الهبة ، الفصل الثانی)

فقہ حنبلی کی کتاب شرح الکبیر میں ہے:

اذا کان المبیع دراهم أو دنانیر فقبضها بالید ،و ان کان ثیابا فقبضها نقلها ، وان کان حیوانا فقبضه بمشیه من مکانه ، و ان کان مالا ینقل ویحول فقبضه التخلیة بینه و بین مشتریه لا حائل دونه ، ولأن القبض مطلق فی الشرع فیجب فیه الرجوع الی العرف کالاحراز والتفرق ، والعادة فی قبض هٰذه الأشیاءِ ما ذکرناه (ج۴ ، ص ۱۲۰)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و حاصله أن التخلیة قبض حکما لومع القدرة علیه بلا کلفة لکن ذالک یختلف بحسب حال المبیع ففی نحو حنطة فی بیت مثلا فدفع المفتاح اذا أمکنه الفتح بلا کلفة قبض ، و فی نحو دار فالقدرة علی اِغلاقها قبض ای بأن تکون فی البلد فیما یظهر و فی نحو بقر فی مرعی فکونهٗ بحیث یریٰ و یشار الیه قبضٌ و فی نحو ثوب فکونه بحیث لو مَدَّ یدَه تصل الیه قبض و فی نحو فرس أو طیر فی بیت امکان اخذه منه بلا معینٍ قبض . (ردالمختار ،ج۷ ،ص۹۶)

الفقه الاسلامی و أدلته میں ہے:

قال المالکیة والشافعیة : قبضُ العقار کالأرض والبناء و نحوهما یکون بالتخلیة بین المبیع و بین المشتری و تمکینه من التصرف فیه بتسلیم المفاتیح ان وجدت و قبضُ المنقول کالأمتعة والانعام والدواب بحسب العرف الجاری بین الناس و قال الحنابلة قبض کل شئی بحسبه فان کان مکیلا أو موزونا فقبضه بکیله ووزنه أی انه یجب الرجوع فی القبض الی العرف . (ج۴ ، ص ۴۱۹)

سوال نامہ

پندرہواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی شرعی حیثیت

مفتی اختر حسین علیمی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

کسی مسلمان کو یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ نماز کتنی اہم و اعظم عبادات سے ہے اس کی اہمیت و اعزاز وقدر ومنزلت ایسی ہے کہ جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اس کے سامنے سے گزرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اس سلسلہ میں ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتب احادیث وفقہ مالا مال ہیں چنانچہ صحیح البخاری میں ہے: **بسر بن سعید ان زید بن خالد ارسله الی أبی جهیم یساله ماذا سمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المار بین یدی المصلی فقال ابو جهیم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان ان یقف اربعین خیرا له من ان یمر بین یدیه قال ابو النضر لا أدری قال اربعین یوما او شهرا او سنة.(ج ۱/۷۳)**

اور صحیح مسلم میں ہے: **عن ابی النضر عن بسر بن سعید ان زید بن خالد الجهنی ارسله الی ابی جهیم یساله ماذا سمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المار بین یدی المصلی قال ابو جهیم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان ان یقف اربعین خیرا له من ان یمر بین یدیه قال ابو النضر لا ادری قال اربعین یوما او شهرا او سنة. (ج ۱/۱۹۷)**

نیز اسی میں ہے: **عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام احدکم یصلی فانه یستره اذا کان بین یدیه مثل آخرة الرحل فاذا لم یکن بین یدیه مثل آخرة الرحل فانه یقطع صلوته الحمار والمراة و الکلب الاسود قلت یا اباذر ما بال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصغر قال یا ابن اخی سئلت رسول الله صلی الله علیه وسلم کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان. (صحیح مسلم ج ۱/۱۹۷)**

اور ابن ماجہ میں ہے: **عن بسر بن سعید قال ارسلونی الی زید بن خالد أسأله عن المرور بین یدی المصلی فاخبرنی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لان یقوم اربعین خیر له من ان یمر بین یدیه قال سفیان فلا ادری اربعین سنة او شهرا اور صباحا او ساعة. (ج ۱/۶۸)**

اور اسی میں ہے:" **عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لو یعلم احدکم ما له فی ان یمر**

بین یدی اخیه معترضا فی الصلوة کان لا یقیم مأة عام خیر له من الخطوة التی خطاها". (ج ۱/۶۸)

اورجامع ترمذی میں ہے: "عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لان یقف احدکم مائة عام خیر له من ان یمر بین یدی اخیه" (ج: ۱/۴۵)

اورموطا امام محمد میں ہے: "عن عبد الرحمن بن أبی سعید الخدری عن أبیه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان" (ج: ۱/۱۵۲)

اسی میں ہے:" عن کعب انه قال لو کان یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه فی ذلک کان أن یخسف به خیرا له". (ج ۱/۱۵۲)

ان احادیث کے پیش نظر فقہائے امت نے کتب فقہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی تفصیلی بحث فرمائی ہےاوراس کے جواز وعدم کی صورتیں تحریرفرمائی ہیں۔ چنانچہ مجمع الانہر میں ہے: فاعلم ان الصلوة ان کانت فی المسجد الصغیر هو اقل من ستین ذرعا وقیل من اربعین المرور امام المصلی حیث کان یوجب الاثم و ان کانت فی المسجد الکبیر او فی الصحراء فعند بعض المشائخ ان مرّ فی موضع السجود یاثم والا فلا وعند البعض الموضع الذی یقع علیه النظر اذا کان المصلی ناظرا فی موضع سجوده فی حکم موضع السجود فیاثم بالمرور فی ذلک الموضع کما فی شرح الوقایة. (ج ۱/۱۸۳)

اور النہر الفائق میں ہے: والحاصل ان المرور بین یدیه فی الصغیر مکروه مطلقا و فی الکبیر عن قریب لا عن بعید و ینبغی ان یکون القریب موضع السجود أو وقوع بصر المصلی علی ما مر" (ج ۱/۲۷۶)

البحر الرائق میں ہے: مرور المارّ فی موضع سجود المصلی فانما لا یفسدها عند عامة العلماء سواء کان المار امراة او حمارا او کلبا او غیرها و ذکر التمرتاشی ان الاصح انه ان کان بحال لو صلی صلوة خاشع لا یقع بصره علی المار فلا یکره المرور". (ج ۲/۲۶)

درمختار میں ہے: ولا یفسدها مرور مار فی الصحراء أو فی مسجد کبیر موضع سجوده فی الاصح أو مروره بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا و لو امرأة أو کلبا أو مروره أسفل من الدکان أمام المصلی لو کان یصلی علیها ای الدکان بشرط محاذاة بعض اعضاء المارّ بعض اعضائه وکذا سطح و سریر وکل مرتفع دون قامة المار و قیل دون السترة کما فی عزر الاذکار و

ان اثم المار'' (ج۲/۳۹۸)

اور ''رد المحتار''میں ہے: و قد افاد بعض الفقهاء ان هنا صوراً:

الأولیٰ: أن يكون للمار مندوحة عن المرور بين يدى المصلى و لم يتعرض المصلى لذلک فيختص المار بالاثم ان مرّ.

الثانية مقابلتها: و هى ان يكون المصلى تعرض للمرور، والمار ليس له مندوحة عن المرور فيختص بالاثم دون المار.

الثالثة: أن يتعرض المصلى للمرور و يكون للمار مندوحة فيأثمان أما المصلى فلتعرضه و اما المار فلمروره مع إمكان أن لا يفعل.

الرابعة: أن لا يتعرض المصلى ولا يكون للمار مندوحة فلا يأثم واحد منهما كذا نقله الشيخ تقى الدين بن دقيق العيد رحمة الله عليه''. (ج:۲/۳۹۹)

ائمہ دین نے اس سلسلے میں مسجد کبیر اور مسجد صغیر کی تفریق فرمائی ہے۔ چنانچہ حاشیہ طحطاوی میں ہے: و فى الطحطاوى قوله أو بمسجد كبير هو ماكان أربعين ذراعا فأكثر و الصغير ما كان أقل من ذلک و هو المختار قهستانى عن الجواهر'' (ج۱/۲۶۸)

اور رد المحتار میں ہے:عن جواهر الفتاوى ان قاضيخان سئل من ذلک فقال اختلفوا فيه فقدره بعضهم بستين ذراعا و بعضهم قال ان كانت أربعين ذراعا فهى كبيرة والا صغيرة هذا هو المختار و حاصله ان الدر الكبيرة كالصحراء و الصغيرة كالمسجد و ان المختار فى تقدير الكبيرة اربعون ذراعا. ملخصا''. (ج۲/۳۳۲)

درمختار میں ہے: و مسجد صغير هو اقل من ستين ذراعا و قيل من أربعين و هو المختار كما اشاراليه فى الجواهر. فهستانى قوله'' (ج۲/۳۹۸)

مجمع الانهر میں ہے: فاعلم ان الصلوة ان كانت فى المسجد الصغير هو اقل من ستين ذراعا وقيل من اربعين فالمرور امام المصلى حيث كان يوجب (ج۱/۱۸۳)

اوردرمختار میں ہے: او فى مسجد كبير جدا الخ، والمسجد و ان كبر لا يمنع الفاصل الا فى الجامع القديم بخوارزم فان ربعه كان على اربعة آلاف اسطوانة وجامع القدس الشريف اعنى ما يشتمل على المساجد الثلاثة: الاقصى و الصخرة والبيضاء كذا فى البزازية ومثله فى شرح المنية''. (ج۲/۳۳۲)

یہ ہے اصل مسئلہ کی صورت اور آج حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہونے والے ہر شخص کا مشاہدہ ہے کہ خواہ مسجد نبوی ہو یا مسجد حرام ، لوگ عام طور سے نمازیوں کے آگے سے گزرتے رہتے ہیں انہیں شاید اس کا خیال بھی نہ آتا ہو کہ ہم نمازی کے آگے سے گزر رہے ہیں جس کے متعلق حدیث میں سخت وعیدیں ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر کوئی شخص بچنا چاہے اور آگے جانے کے لیے نمازی کے ختم نماز کا انتظار کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے دو چار صف بھی آگے جانے کا موقع بمشکل ملے گا۔

اس مقام پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ایک شخص کو مطاف میں عمرہ یا حج کی ادائیگی کے لیے جا کر طواف کرنا ہے اور ایک شخص وہ ہے جسے صرف نماز کے لیے مسجد حرام میں جانا ہے یونہی مسجد نبوی میں ایک شخص کو محض زیارت کے لیے روضہ انور کی طرف جانا ہے اور دوسرا وہ ہے جسے نماز کے لیے مسجد نبوی میں جانا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ہو ہر ایک کے سامنے یہ مشکل درپیش رہتی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا ہوتا ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں محققین اسلام اور مفتیان ذوی الاحترام کی بافیض بارگاہوں میں چند سوالات حاضر ہیں امید کہ تسلی بخش جوابات سے امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں گے اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا تعاون فرما کر مستحق اجر ہوں۔

سوالات:

(۱) نمازی کے آگے سے گزرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

(۲) مسجد کبیر وصغیر میں فقہاء کے اقوال کی روشنی میں واضح فرق تحریر فرمائیں۔

(۳) مسجد نبوی شریف اور مسجد حرام کیا اب مسجد کبیر کے حکم میں ہیں؟

(۴) اور مسجد کبیر کی بنا پر کیا ان میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہوگی؟

(۵) اگر اجازت ہو تو کس قدر فاصلہ سے گزرنے کی اجازت ہوگی اور کیا اس پر عمل ہو سکتا ہے؟

(۶) طواف کے لیے مطاف تک پہنچنے اور صرف مسجد حرام میں نماز کے لیے جانے کی صورت میں گزرنے کا حکم یکساں ہوگا یا فرق رہے گا؟

(۷) کیا عموم بلوی اور دفع حرج کی بنا پر بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے؟

(۸) مسجد نبوی شریف یا مسجد حرام شریف میں نماز و دیگر عبادت کی جو فضیلت ہے، وہ کس حصہ سے متعلق ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کی جو حد تھی، اس سے متعلق ہے یا پورے حدود حرم سے؟

سوال نامہ: برائے پندرہواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

از: محمد رفیق عالم رضوی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

اہل تجارت اپنی تجارت و کاروبار بڑھانے اور حاجتمند اپنی حاجتوں کو پوری کرنے اور اپنی معاشی حالت سدھارنے یا اسے بہتر بنانے کے لیے بینک یا کمپنی یا کسی فرد خاص سے اپنی دکان و مکان، زمین و پلاٹ یا اپنی کوئی قیمتی چیز پر قرض لیتے ہیں، اس سے قرضدار کو آسانی سے قرض مل جاتا ہے اور قرضخواہ بھی مطمئن رہتا ہے کہ عدم ادائیگئ قرض کی صورت میں وہ قرضدار کا سامان بیچ کر اپنے روپے وصول کرے گا، مزید برآں تاوقتِ ادائیگئ قرض اس سے نفع بھی اٹھاتا رہے گا، خواہ لین دین کے اس معاملے میں ان باتوں کی صراحت ہو یا نہو۔ بسا اوقات قرضدار مقررہ وقت پر قرض ادا نہیں کر پاتا یا وہ لا پتہ ہو جاتا ہے ایسی صورت میں قرضخواہ شئی مرہون کو اس کی واجبی قیمت پر یا اس سے کم پر نیلام کر دیتا ہے یا وہ اسے خود ہی رکھ لیتا ہے اور اس پر مالکانہ تصرف کرنے لگتا ہے اور کبھی اس میں بیع در بیع کا سلسلہ بھی جاری ہو جاتا ہے، جبکہ قرضخواہ نہ اس شئی مرہون کا مالک ہے اور نہ اسے اس میں اس طرح تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور نہ ہی وہ قرضدار کا وکیل بالبیع ہے اور پھر کیا وکیل بالبیع کو اس کی اجازت ہے کہ وہ بیع کو اس کی واجبی قیمت سے کم پر فروخت کر دے یا خود ہی اسے خریدے۔

اسی طرح کبھی کوئی کمپنی کسی چیز کا پلانٹ یا کارخانہ لگانے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے لوگوں سے قرض یا شرکت کے بطور روپے اکٹھا کرتی ہے بسا اوقات کمپنی خسارے میں چلی جاتی ہے یا اس کا دیوالیہ ہو جاتا ہے یا اس کے ذمہ داران روپے لے کر فرار ہو جاتے ہیں اور ان کا اتا پتا نہیں مل پاتا، ایسی صورت میں لوگ مقدمہ دائر کرتے ہیں، کیس چلتا ہے اور نتیجتاً گورنمنٹ کمپنی یا اس کے ذمہ داروں کے املاک واثاثہ کو ان کی واجبی قیمت پر یا عموماً اس سے کم پر نیلام کر دیتی ہے جب کہ یہاں بھی کم پر نیلام کرنے کا فساد اس پر مستزاد ہے۔

ان تمام مسائل پر غور وفکر کرنے اور ان کا شرعی حل نکالنے کے لیے ارباب فقہ وافتاء کی خدمت مندرجہ ذیل سوالات حاضر ہیں، امید ہے کہ حالات کے تناظر میں ان کا تسلی واطمینان بخش شرعی حل نکال کر قوم وملت کی رہنمائی فرمائیں گے۔

جزاکم اللہ خیر الجزاء

سوالات

۱۔ تجارت کرنے یا اسے فروغ دینے اور معاشی حالت سدھارنے یا اسے بہتر بنانے کے لیے اپنی دکان و مکان، زمین و پلاٹ وغیرہ پر وقتِ حاجت یا بلا حاجت اس طرح قرض لینا شرعاً کیسا ہے؟

۲۔ کیا نیلام شرعاً بیع ہے؟ اگر وہ بیع ہے تو بیع موقوف ہے یا فاسد یا بیع بالجبر جو بھی ہو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

۳۔ نیلام میں خریدی گئی اشیاء کا استعمال اور ان کی بیع در بیع کا شرعی حکم کیا ہے؟

۴۔ نیلام کرنے والا خواہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو یا کوئی فرد خاص ہو کمپنی یا اس کے ذمہ داروں کا وکیل بالبیع ہو سکتا ہے اور کیا اسے اشیاء کی واجبی قیمت سے کم پر نیلام کرنے یا خود ہی اسے خرید لینے کی اجازت ہوگی؟

۵۔ شئی مرہون سے مرتہن کو نفع اٹھانے کی شرط پر قرض لینا دینا کیسا ہے؟ جبکہ راہن اسے بیچ کر بھی اپنی حاجت پوری کر سکتا ہے؟

☆ قال الله عز وجل : لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل ، وقال: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

☆ قال النبی ﷺ : كل قرض جر منفعة فهو ربا، رواه الحارث فی مسنده عن امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه.

☆ فتح القدیر میں ہے. فی الفتاوی الصغری وغیرها ان کان النفع مشروطاً فی القرض فهو حرام و القرض بهٰذا الشرط فاسد۔(ج٦،ص٣٥٦)

☆ الاشباہ والنظائر میں ہے۔یکره للمرتهن الانتفاع بالرهن وان اذن له الراهن۔(ج٢،ص١١٣)

☆ غمز العیون میں ہے۔فی الجامع لمجد الائمة عن عبد الله بن محمد بن اسلم انه لا یحل له أن ینتفع شئی منه ان أذن له الراهن لأنه اذن فی الربا لأنه یستوفی دینه فتکون المنفعة ربا (ج٢،ص١١٣)

☆ عقود الدریہ میں محیط سے ہے۔لیس للمرتهن ولا الراهن أن یزرع الارض ولا یواجرها لانه لیس لهما الانتفاع بالرهن (ج٢،ص٢٥٨)

☆ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔محتاج کہ یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو نہ کہ اس کے بغیر چارہ ہو نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا، ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا جیسے لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی سو روپے پاس ہیں ہزار روپے لگانے کو جی چاہا، نو سودی نکلوائے، یا مکان رہنے کو موجود ہے دل پکے محل کو ہوا، سودی قرض لے کر بنایا یا سود و سو کی تجارت کرتے ہیں، قوت اہل عیال بقدر کفایت ملتا ہے، نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا پانچ چھ سو سودی نکلوا کر لگا دیئے یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے جسے بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں نہ بیچا بلکہ سودی قرض لیا، وعلیٰ ھٰذا القیاس، صدہا صورتیں ایسی ہیں کہ یہ ضرورتیں نہیں تو ان میں حکم جواز نہیں ہوسکتا اگرچہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں۔(ج٧،ص٨٢ رضا اکیڈمی)

☆ ھدایہ اخیرین میں ہے۔الکتاب کالخطاب وکذا الارسال حتی اعتبار مجلس بلوغ الکتاب و اداء الرسالة۔(ص٢)

☆ حاشیۂ شلبی میں ہے۔ان قول الرسول کقول المرسل وکذالک الکتاب من الغائب کالخطاب من الحاضر سواء کان الرسول عدلاً او غیر عدلٍ(ج٥،ص٢١١ علی تبیین الحقائق)

☆ شرح وقایۃ میں ہے۔فان الواحد یتولی طرفی النکاح بخلاف البیع فانه اذا قال بعنی هٰذا الشی فقال بعت لا ینعقد البیع الا ان یقول الآخر اشتریت فان الواحد لا یتولی طرفی البیع، وذالک لان حقوق العقد ترجع الی العاقد فی باب البیع واما فی النکاح فحقوقه ترجع الی الزوج و الزوجة لا الی العاقد(ج٢،ص٦)

☆ فتاوی رضویہ میں ہے۔جو نیلام باجازت مالک ہو مطلقاً جائز ہے یا بعد بیع مالک اجازت دے دے مثلاً سو روپے قرض تھے ایک سو دس میں نیلام ہوا، دس کہ زائد تھے مالک کو دیئے گئے اس نے قبول کر لیے تو اب یہ جائز ہو گیا اگرچہ ابتداءً ناجائز تھا، فان الاجازة اللاحقة کالوکالة السابقة' اور جہاں یہ دونوں صورتیں نہ ہوں س وہ عقد فضول ہے اجازت مالک پر موقوف رہے گا، اگر جائز کردے جائز ہو جائیگا رد کر دے باطل

ہو جائیگا اور جب تک اجازت نہ دے اس شئی میں مشتری کو تصرف حلال نہ ہوگا، فان العقد الموقوف لایفید الحل، کما نص علیه فی رد المحتار و غیره پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس عقد کے ہوتے وقت کوئی ایسا شخص قائم ہو جسے شرعاً اس کی اجازت کا اختیار ہے ورنہ سرے سے باطل ہوگا، مثلاً نابالغ کا مال نصف قیمت کو نیلام کیا گیا کہ اسے تمام دنیا میں اجازت دینے والا کوئی نہیں تو ایسا عقد موقوف نہ رہے گا ابتداءً باطل ومردود ہوگا، فان تصرف الفضولی حیث لا مجیز باطل اصلاً کما نص علیه فی الدر وغیره والله سبحانه تعالیٰ اعلم (ج۷،ص۱۳ رضا اکیڈمی)

☆ ماضی قریب کے عظیم ونامور محدث وفقیہہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: والفقه فی ذالک ان بیع من یزید الصادر من حکام الزمان لیس بیع المالک وهو ظاهر ولا بأذنه فانهم لایسئلونه ولا یسترضونه بل ربما باعوا مایساوی الفاً بمأة او اقل، ولا باذن الشرع المطهر کما لا یخفی علیٰ من له ادنا مسکة، فلا یسوغ تفریعه علی قول الصاحبین فی بیع القضاة مال المدیون کرها علیه ان ابیٰ، ولا بیع المکره حتی یجعل فاسدا لان المالک لا یتولی الایجاب بل ربما لا یشهد العقد وانما هم یبیعون بانفسهم جبراً علیه فاذن لیس الا کبیع الغاصب ینعقد موقوفا علی اجازة المالک فان اجاز جاز والا بطل، فی الدر المختار وقف بیع الغاصب علی اجازة المالک اه واذا کان الامر کذالک فلم یثبت الملک فی المبیع لهندة المشتریة من الحکام فبیعها من خالد ایضاً بیع الفضول لعدم الملک واذن المالک فیتوقف ایضاً علی اجازته...... فی الحاشیة الشامیة عن جامع الفصولین عن المبسوط ،لو باعه المشتری من غاصب ثم و ثم حتی تداولته الایدی فاجاز مالکه عقدا من العقود جاز ذالک العقد خاصة لتوقف کلها علی الاجازة فاذا اجاز عقد امنها جاز ذالک خاصة اھ (ج۷،ص۱۲)

☆ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ مجرد قبالہ کوئی حجت شرعیہ نہیں، نہ صرف اس کی بنا پر کچھ حکم ہوسکتا ہے، نہ کوئی اپنا استحقاق ثابت کرسکتا ہے، فتاویٰ قاضی خاں واشباہ ونظائر وفتاویٰ خیریہ وعقود الدریہ وغیرہا میں ہے، واللفظ للرمل اما الثبوت بمجرد اظهار الحجة بلا بینة شرعیة فلا قائل به من ائمة الحنفیة المعتمد علی قولهم لان الخط رسم مجرد خارج عن حجج الشرعی الثلاث التی هی البینة والاقرار والنکول وهٰذا لا توقف فیه لاحد (ج۷،ص۳۳۱ رضا اکیڈمی)

☆ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ یہ بیع نیلام جو بلا اجازت زید واقع ہوئی غیر مالک کی بیع تھی جسے شرع میں بیع فضولی کہتے ہیں اور وہ اجازت مالک پر موقوف رہتی ہے، فی فتاوی الامام قاضی خاں، اذا باع الرجل مال الغیر عندنا یتوقف البیع علی اجازة المالک، اب کہ زید خود ہی ان مکانات پر قابض رہا پھر وہ بلا اجازت انتقال کر گیا بیع باطل ہوگئی، یہاں تک کہ وارثان زید کو بھی اجازت کا اختیار نہیں، فی الهندیة اذا مات المالک لا ینفذ باجازة الوارث (ج۸،ص۲۶۶ رضا اکیڈمی)

☆ درّمختار میں ہے۔لو باع باقل منها بغبن فاحش لايجوز اتفاقاً وكذا بيسير عنده خلافاً لهما (ج۸،ص۲۵۷مکتبۂ زکریہ)

☆ ردّالمحتار میں ہے۔ الوكيل بالبيع لا يملک شراء لنفسه لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا۔(ج۸،ص۲۵۷مکتبۂ زکریا)

☆ هدایہ میں ہے۔وليس للمرتهن ان ينتفع بالرهن لا باستخدام ولا بسكنى ولا لبس الا ان ياذن له المالک لان له حق الحبس دون الانتفاع ، وليس له ان يبيع الا بتسليط من الراهن وليس له ان يواجر ويعير لانه ليس له ولاية الانتفاع بنفسه فلا يملک تسليط غيره عليه فان فعل كان متعديا ولا يبطل عقد الرهن بالتعدى،(ج۴،ص۵۰۶کتاب الرہن)

☆ غمزعیون البصائر میں ہے۔يكره للمرتهن الانتفاع بالرهن باذن الراهن ،كذا فى اكثر نسخ هٰذا الكتاب ، ووقع فى بعض النسخ فلا اذن للراهن وفى بعضها الا باذن الراهن، والكل صحيح لما فى القنية عن ابى يوسف رحمه الله، المرتهن سكن الدار المرهونة باذن الراهن يكره واطلق فى الصرف انه لا يكره، والاحتياط فى الاجتناب عنه ، قلت لما فيه من شبهة الربا۔(ج۳،ص۲۴۴)